ڈاکٹر عابد خورشید
اسسٹنٹ پروفیسر، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان
ڈاکٹر جمیل الرحمان
اسسٹنٹ پروفیسر، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان

eISSN: 2789-6331
pISSN:2789-4169

CC BY
OPEN ACCESS

Dr. Abid Khurshid
Assistant Professor, Ghazi University, Dera Ghazi Khan
Dr. Jamil ur Rehman
Assistant Professor, Ghazi University, Dera Ghazi Khan

جہانِ لطیفؒ......یک کتابی طویل نظم

JAHAN LATIF... A LONG BOOK POEM

ABSTRACT

Shah Abdul Latif Bhittai is a great mystic poet of Sindhi Literature. His poetry connect the people together through intellectual and spiritual training with deep musical approach. Dr Javed Manzer`s long poem "Shah Abdul Latif -85-85-85.Suroon ke Aeinoon main" reflects the trends of "Shah Jo Risalo" which exists in different versions and has been translated into other languages. In this article the introduction of different musical elements with their unique features and effects on the senses and spiritual thirst. The art and teachings of Shah`s are ever-lasting literature of Shah Abdul Latif Bhittai. Eventually it is a great and pleasant experience of study the aesthetic aspects of Shah`s Sindhi poetry and it have been transformed in the pattern of Urdu poem.

KEYWORDS

Shah Abdul Latif Bhittai, Sindhi Literature, spiritual, musical elements, aesthetic aspects, Urdu poem

دریائے سندھ کی تہذیب اپنی اثر پذیری اور معنویت کے اعتبار سے بہت زرخیز ہے، جس کی بنیاد اور تعمیر میں صوفیاء کی سرمدی تعلیمات کا وافر حصہ رہا ہے۔ اِن آفاقی شعراء میں شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ (1689ء۔1752ء) اپنے فکر و فن اور شخصیت کے سحر سے سربلند نظر آتے ہیں۔ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ نے روحانیت اور معرفت کے چراغ روشن کیے، جس سے راہِ گم کردہ خلق نے اپنے تاریک دِلوں میں اُجالا کیا۔ صوفیاء نے عامۃ الناس تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے لوک ادب، لوک کہانیاں اور موسیقی کے ذریعے راغب کیا۔ لوگوں کے ذوق و شوق اور

دلچسپیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے سُر، لَے اور سوز و گداز میں ڈوبے پیرایوں کو اختیار کیا۔ وجد و کیف سے دِلوں کی شقاوت جاتی رہی اور سندھ دھرتی کے باسیوں کے دلوں کی صدا نغمہ بن کر حسن و جمال کے لازوال مناظر کو تخلیق کرنے کا باعث بنی۔ بالیقیں شاہ عبد اللطیف بھٹائیؒ کا کام فکری، نظری اور فنی اعتبار سے اہل نظر کو اپنی جانب متوجہ کرتا رہے گا:

جوڑا تھا سُر سے روح کا اس طرح سلسلہ ☆ انساں کا جس طرح سے ہو دُنیا سے واسطہ
کلیان سُر کا نام جسے شاہ نے دیا ☆ سکھ اور خیر کا یہ وسیلہ سدا رہا
یہ وحدت الشہود و وفا کی کتاب ہے ☆ وحدانیت کا اور رسالت کا باب ہے
سب کچھ پتا چلا ہے اِسی سُر کی راہ سے ☆ جیسے غموں کی فصل اُگی ایک آہ سے

(1)

موسیقی کا رُجحان روحانی اور جمالیاتی مظاہر میں، محض سکون کی کیفیات تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک ایسا اظہاری جذبہ ہے جو تخلیقی جست سے اپنی افادیت کو کئی گنا بڑھا سکتا ہے اور پھر ہمارے صوفیاء نے انسانی جبلت کے اِس فطری سبھاؤ سے کھردرے انسانی رویوں کو بدلنے کے لیے انمول کام لیا، نظام الدین اولیاؒ، امیر خسروؒ، بلھے شاہؒ، وارث شاہؒ، شاہ حسینؒ، عبد اللطیف بھٹائیؒ، مست توکلیؒ، سلطان باہوؒ، میاں محمد بخش اور دیگر صوفی شعرا نے اِس خطے کے لوگوں کی علمی اور روحانی تربیت میں گراں قدر کام کیا۔ صوفیاء کے اس اہم ترین کردار کی بدولت یہاں امن و بھائی چارے کی ایسی فضا قائم ہوئی، جس نے سیکڑوں سالوں تک اِس معاشرے کو اپنے حصار میں لیے رکھا۔ کیسی عجیب بات ہے کہ یہاں مقامی طور پر بولی جانے والی ہر زبان میں قد آور شعرا نے اپنی جاوداں تخلیقات پیش کیں جن کی وجہ سے نہ صرف عام لوگوں کی زندگیاں بدل گئیں بلکہ زبانیں بھی زندہ و جاوید ہو گئیں۔ ایسے ہی ایک عظیم صوفی شاعر عبد اللطیف بھٹائیؒ ہیں جنھوں نے سندھی زبان کو اپنی تخلیقات سے اَمر کر دیا۔ اُن کی محافل میں شاعری اور موسیقی کے ذریعے لوگوں کی اخلاقی واقداری تربیت کی جاتی اور انسانوں میں روح کی بالیدگی کے اثرات مرتسم ہوتے۔ بھٹائیؒ کے پیروکاروں میں ملاح، مچھیرے، مسافر اور دُور و نزدیک سے عام لوگ شامل ہو جاتے اور ساری ساری رات یہ محفلیں سجتیں، سُروں کو بنیاد بنا کر جو شاعری وہاں سنائی جاتی اُس کا اثر لوگوں پر بہت گہرا ہوتا، اِسی طرح یہ سلسلہ قبولِ عام ہوتا گیا، اور وادیِ سندھ کا خطہ جذب کی کیفیات سے روشناس ہونے لگا۔ سجاد سرور نیازی نے اپنی کتاب ''تمدن عالم اور موسیقی'' میں وادیِ سندھ کے قدیمی ورثہ میں موسیقی کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔

شاہؒ کی محافل میں لوک موسیقی سے جو ایکتا موجود میں آتی، اُس سے رنگ و نسل حتیٰ کہ مذہب کی تقسیم بھی لوگ بھول جاتے اور برابری کی سطح پر ایک دوسرے سے پیش آتے۔ عنایت الٰہی ملک ادبی رسالہ ''فنون'' میں لکھتے ہیں:

عوامی لوک دُھنیں گوناگوں خوشبوؤں کی طرح مل جُل کر ایک ایسے آبشار میں تبدیل ہو جاتی ہیں جس کا خاص آہنگ ہے۔ موسیقی محض مذہب کا ایک جزو نہیں بلکہ اِسے عوام کی مجلسی اور معاشرتی زندگی میں بھی دخل تھا۔(2)

ڈاکٹر جاوید منظرؔ (پ25: ستمبر 1948ء) کی طویل نظم "شاہ عبداللطیفؒ، سُروں کے آئینوں میں" جسے شعبہ اُردو، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ خیر پور سندھ نے 2015ء میں 'جہانِ لطیف' کے نام سے شائع کیا ہے۔ اِس یک کتابی طویل نظم کا ایک حصہ کراچی سے شائع ہونے والے اَدبی رسالے 'قومی زبان' کی اشاعت مئی 2005ء میں بھی شامل ہے۔ ابتداً نظم کی ضخامت کم تھی لیکن ڈاکٹر صاحب اِس تخلیقی شہکار پر کام کرتے رہے اور پھر یہ نظم 900 سے زائد مصرعوں پر پھیل گئی۔ نظم کے تانے بانے 30 سُروں کے گرد بُنے گئے ہیں، انھی کے ذریعے سے انسان کی باطنی خواصی کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ "شاہ جو رسالو" جو شاہ لطیفؒ کی جاوداں تخلیقات پر مشتمل ہے۔ اِس مجموعے کو بھی تیس سُروں کے حوالے سے منقسم کیا گیا ہے، جن میں سے 16 سُر ایسے ہیں، جن سے نسوانی تاثر اُبھرتا ہے۔ وادیِ سندھ کی لوک داستانوں جن میں عمر ماروی، نوری جام تماچی، سسی پنوں اور دیگر رومانوی قصوں، داستانوں کو استعاراتی پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ شاہؒ صاحب کے فیوض ہر ذی روح کے لیے تھے، چاہے اُس کا سماجی مقام کچھ بھی ہو یا وہ کسی بھی مسلک / مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اِس کے لیے جو ذریعہ اُنھوں نے اپنایا اُس میں موسیقی کلیدی حیثیت کی حامل ہے۔ صوفیاء کے ہاں شاعری، موسیقی اور رقص معرفت کے ایسے اظہاریے ہیں، جن کا عام انسان پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے، اِنہی اظہاریوں کے توسط سے اُنھوں نے اپنا پیغام دوسروں تک پہنچایا۔ مذکورہ نظم سُروں کے اِسی افادی پہلو کو سامنے لانے کی ایک کڑی ہے۔ سندھی زبان کے معروف لکھاری غلام علی الانا، اِس طویل نظم کے نفسیاتی محرکات کو نہ صرف انسانوں بلکہ ایسے جاندار جو انسانی ماحول کا حصہ ہوتے ہیں، اُن کی عادات واطوار پر بھی روحانی اثرات کی نشاندہی کرتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

لطیفؒ سائیں نے اپنے رسالو میں جہاں انسانوں کی نفسیاتی کیفیتوں، جبلتوں اور عادتوں کی منظر کشی کی ہے وہاں اُنھوں نے اپنے ماحول کے اندر موجود پرندوں اور چرندوں کی عادتوں اور نفسیاتی کیفیتوں کے بارے میں بھی نقش نگاری کی ہے۔ اس موضوع پر مطالعے کے سلسلے میں ڈاکٹر جاوید منظر پہلے محقق اور لطیفؒ شناس ہیں جنھوں نے اپنے قارئین کو شاہ لطیفؒ کے رسالو کے مطالعے سے اپنی نظم میں متعارف کرایا ہے۔(3)

ڈاکٹر جاوید منظرؔ کی اِس طویل نظم کے مصرعوں میں یہ سُر اپنی پہچان کی صفات لے کر آئے ہیں۔ کلیان 'سُر'، جو اللہ تعالیٰ کی بزرگی کے وسیلے سے خیر اور سُکھ سے جُڑا ہوا ہے اور اِس میں بہت سی آمیزش، ایسے سُروں کی ہو جاتی ہے جس سے سُننے والے پر کیفیت طاری ہو جاتی ہے جو

ظاہری پیمانوں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ 'یمن سرُ' میں جذب و شوق کا پیغام پنہاں ہوتا ہے، جس کی سر مستی ہر طرح کا امتیاز ختم کر دیتا ہے اور سلوک کی منازل دھیان سے بندھ جاتی ہیں۔ 'کھنبھات' سُر میں روحانیت کا سلسلہ ہے، جو روح اور جسم کے تال میل کو بلو دیتی ہے اور اُس میں ایسی گھلاوٹ پیدا کرتی ہے جو آشنائی کے در وا کرتی ہے۔ کھنبھات، ایک قصبے کا نام بھی ہے۔ 'کھماج' ڈھلتی ہوئی چاندرات کا سُر ہے، جس سے ذہن کے زنگ آلودہ خیالات کو روشنی کی مدھم چمک بیدار کر دیتی ہے۔ 'سورٹھ' اضطرار سے سکون کی طرف راغب ہوتا ہوا سُر ہے، پراگندگی، ثقالت اور کثافت کی آلائشوں کو معدوم کر دیتا ہے اور شانتی میسر آنے لگتی ہے۔ 'آسا' اُمید کو جگانے والا سُر ہے، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ نے اپنے کلام کی اساس اِنہی سُروں کو بنایا ہے، جو انسانوں کی آپسی کدروتوں کو مٹا کر اُنھیں ایک دوسرے کے قریب لاتے ہیں، اور اُن میں سے ہر طرح کے کذب و افترا ختم کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اُس کے آگے سر تسلیم خم اور اپنے نفس کو ترک کر دینے کا نام 'آسا' ہے۔ 'پربھاتی' صبح کا سُر ہے جو پوتر، کوملتا کو احساسی سطح پر مس کرتا ہے۔ 'رام کلی' جوگیوں کا سُر ہے جس میں بہت سی کیفیات ہیں، ہجر، آس، جوگ، مُکتی کے اِرد گرد گھومتی ہیں۔ 'کھاہوڑی' سپیروں، بیراگیوں، سادھوؤں کا سُر سمجھتا جاتا ہے جب لو لگ جائے تو دھیان اُسی کی اور لپکتا ہے اور سارے تانے بانے اُسی کی صورت بُننے شروع ہو جاتے ہیں۔ 'پورب' یہ بھی جوگیوں کا سُر سمجھا جاتا ہے، جس میں فنا، ناپائیداری کے جذبات نمایاں ہوتے ہیں۔ 'بلاول' اِس سُر میں بہت سے ٹھاٹھ ہیں، جس کی روح میں جوڑنے کی سنگت ہے۔ 'سارنگ' موسم برسات کا سُر ہے، جلترنگ ہے، خواہش، پتوں کی طرح اپنے کلاوے سے باہر نکلتی ہے اور سرشار ہوتی ہے۔ 'سری راگ' علامتی سُر ہے، جس کا تعلق دیوتاؤں سے جُڑا جاتا ہے۔ اِس میں سکون کی تلاش کا تاثر پایا جاتا ہے۔ 'ساموندی' اِس سُر میں سمندر جیسی گہرائی ہے، بے پناہ وسعت کا حساس ہوتا ہے جیسے یہ کائنات ساری کی ساری اِس سُر میں سما جاتی ہے۔ 'کاموڈ' روشنی اور زندگی کا سُر ہے، جس کے اپنے وسیلے ہیں، نامیدی اور یاسیت کو دور کرنے کے لیے اِس میں بہت گنجائش ہے، مچھیروں کی یہ مشہور لوک داستان نوری، جام تماچی سے منسوب ہے۔ 'سسی آبری' محبت کا سُر ہے، محبوب کی ذات میں اپنی ذات کو ضم کرنے کا رویہ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ 'معذوری' کھوج اور جستجو کا سُر ہے، خوابیدہ جوہر کو مجتمع کر کے لاثانی قوتوں میں بدل دیتا ہے، اِس میں کوہستانی گونج، ہر دوئی اور ثنویت کے تصور کو مٹا دیتی ہے۔ 'دیسی' اپنے نفس پر قابو پانے کے لیے اِس سُر میں بہت رغبت پائی جاتی ہے، بے جا نفس پرستی، اصل سے دور لے جاتی ہے اور خود غرضی کی تہ چڑھ جاتی ہے جسے یہ سُر اُتار پھینکتا ہے۔ 'کوہیاری' اِس سُر میں دشت و بیابانوں جیسی کیفیت پائی جاتی ہے۔ لامحدود وسعتوں سے ذہن ہر طرح کی قید و بند سے آزاد ہونے لگتا ہے، پہاڑ سے نسبت کی وجہ سے اِس میں گونج کوکتی کیفیت پائی جاتی ہے۔ 'حسینیؒ' شاہ حسین شرقی سے منسوب سُر ہے، جس میں عشق کی بے سدھ کر دینے والی یہ منزل، کسی کسی کو حاصل ہوتی ہے، اِسے کربلائی سُر بھی کہا جا سکتا ہے، کیونکہ بنیادی طور پر بے پناہ غموں کی گہرائی اِس میں

محسوس ہوتی ہے ۔ 'لیلا چنیسر 'عشق و محبت کا سُر ہے، جس میں بیگانگی کو یگانگت میں بدلنے کا ہُنر ہوتا ہے، یہ ایک لوک داستان بھی ہے۔ 'رانو 'عشق حقیقی کے گرد گھومتا ہے، یہ خاص اِس دھرتی کا سُر ہے، جو ہر طرح کی آلائشوں سے پاک کر دیتا ہے اور تعلق کی ایسی رفعتوں سے آشنا کرتا ہے جس کے بعد ہر چیز بے معنی ہو جاتی ہے۔ یہ سُر بھی ایک لوک داستان سے منسلک ہے ، اسے 'مومل رانو' بھی کہا جاتا ہے، جو کہ اِس داستان کے دو مرکزی کردار ہیں۔ 'ڈھر' اِس سُر میں نغمگی ہے، رچاؤ ہے، غنایت ہے، دوٹیلوں کے درمیان جو وادی پائی جاتی ہے، یہ سُر اُن لوگوں سے منسوب ہے۔ 'سر گھاتو' داستانوی کیفیات کا حامل ہے، پُراسراریت کی فضاماحول کو اپنی گرفت میں لیتی ہوئی محسوس ہوتی ہے ۔ 'کاپائتی 'روحانیت کا سُر ہے، جو انسان کو اپنے خدا سے قربت کا احساس جگانے کی سعی کرتا ہے۔ 'رپ 'فراق و وصال کی کیفیات کا سُر ہے، بے خودی کے کٹھن اور جاں گُسل لمحات کی شدت کو کم کرتا ہے۔ 'کارایل 'میں پرندوں کی نغمگی پائی جاتی ہے، یہ چہچہاہٹ انسان کو فطرت کے جذب میں مبتلا کر دیتی ہے۔ 'ماروی 'سچی لگن، اور خاص طور پر اپنی دھرتی سے جڑت اِس سُر کا حصہ ہے، وادیٔ سندھ کی ثقافتی و تہذیبی فضا اِس میں رچی بسی ہے، عمر ماروی (عمر مارئی) وادیٔ سندھ کی عظیم رومانوی داستان ہے، جو آج بھی زندہ و جاوید ہے۔ 'سوہنی'' اِس سُر میں سوز و گداز شامل ہے، احساس کی شدت کو پختہ کاری کے عمل سے گزار کر کندن بنا دیتا ہے اور اپنی طرف سے توجہ زائل نہیں ہونے دیتا، جس میں سوہنی ماہیوال کی رومانوی داستان کی بازگشت بھی سنائی دیتی ہے۔ مقامی زبانوں میں اِن سُروں کو دیگر ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے، لیکن اِن کے بنیادی جوہر میں مماثلت ایک جیسی ہے، جس کا تعلق ایک عام انسان کی زندگی سے میلان رکھتا ہے:

روحانیت کی روح کو اِس میں بیاں کیا☆ گویا وہ اِک زمیں تھی جسے آسماں کیا

اِس میں ہوئی ہے وجد کی وہ کیفیت رقم☆ ہے اِس میں جذب و شوق کی روحانیت بہم

راجا محل میں اور یہ بے جل زمین پر☆ سُر چھیڑتا تھا راہ میں اور اِس یقین پر

(4)

ڈاکٹر طاہر تونسوی اپنی کتاب ''آئینہ خانۂ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ'' میں اِس بے مثل شاعر کے جمالیاتی احساس کو مجاز اور حقیقت کے درمیان ربط کا آفاقی تصور قرار دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں :

> یہ حقیقت ہے کہ شاہ لطیفؒ کے کلام میں جو نغمگی ہے وہ دلوں کے تاروں کو ہلا کے رکھ دیتی ہے اور اُن کے خیالات کی رعنائی سُروں میں ڈھل کر اور بھی کومُل لگتی ہے۔(5)

آواز کی اپنی شعریات ہے، جس سے انکار ممکن نہیں، اِس خطے کے قدیم مذاہب میں موسیقی ہمیشہ سے ایک اہم عنصر کے طور پر

شامل رہی ہے اور آج بھی یہ اثرات کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ موسیقی محض آوازوں کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ نشیب و فراز کے اِس سلسلے میں خاص سبھاؤ پایا جاتا ہے، جیسا کہ خالد ملک حیدر لکھتے ہیں :

موسیقی آوازوں کا اُتار چڑھاؤ ہے، اِس میں حسنِ ترتیب کا بڑا دخل ہے، اور کسی کام میں خوبصورتی ہم ترتیب سے ہی پیدا کر سکتے ہیں۔ (6)

ڈاکٹر جاوید منظر نے شاہ عبد اللطیف بھٹائیؒ کے اِس خیال کو اِن اشعار میں منظوم کیا ہے، اس کی تاثیر ملاحظہ ہو :

منظر یہاں سُروں کی جو دُنیا سمائی ہے ☆ موسیقیت کی شاہ نے بستی بسائی ہے

روحانیت کے اِس میں رموز و نکات ہیں ☆ ہر سُر میں حسن و عشق کی ڈھیروں صفات ہیں

یہ سُر جنھیں ملیں وہ زمانے سنوار دیں ☆ یہ سُر ہیں وہ جو روح سے دُنیا گزار دیں

المختصر یہاں جو سُروں کو بیاں کیا ☆ ہے ایک بات شاہ بھٹائی کی فکر کا

منظر یہی تو جلوہ گہ کائنات ہے ☆ روشن اِنھیں سُروں سے ضمیر حیات ہے

(7)

پروفیسر سحر انصاری نے سندھ کے اِس عظیم صوفی شاعر کے ہاں پائے جانے والے اسرار و رموز کے دل نشیں آہنگ کو محاسن کا آئینہ قرار دیا ہے۔ تصوف اور دُنیاوی معاملات کے درمیان سچائی کی جس لڑی کو شاہ عبد اللطیف بھٹائیؒ نے الفاظ کی صورت موتیوں میں پرو دیا ہے۔ پروفیسر سحر انصاری اِن الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں:

"سندھ کا پورا کلچر اپنے تاریخی پس منظر کے ہمراہ شاہ عبد اللطیف بھٹائیؒ کی شاعری میں سمٹ آیا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ شاہ صاحب کا سارا کلام سُروں میں ہے اور راگ راگنیوں میں ڈھل جانے کی بنا پر اِس کے تاثر اور غنائیت میں بے مثال اضافہ ہوا ہے۔ موسیقی جس قدر شاہ بھٹائیؒ کے کلام میں ہے۔ اس کی مثال کم شعرا میں ملے گی۔" (8)

ڈاکٹر ذوالفقار علی جنھوں نے شاہ عبد اللطیف بھٹائیؒ کی وائی پر اپنا پی ایچ ڈی کا تحقیقی و تنقیدی کام کیا ہے اور اَب وہ کام کتابی صورت میں بھی شائع ہو چکا ہے، اُنھوں نے اپنے مذکورہ مقالے میں شاہ بھٹائیؒ کے ہاں شعری ابعاد میں آواز کی نشست و برخاست کو مختلف گویّوں کے ہاں رونما ہونے والے اُتار چڑھاؤ اور عقب میں اُن کی گھمبیر تا کو نہ صرف محفوظ کیا ہے بلکہ شاہؒ کی شاعری کے بھیتر جو فنی محاسن ہیں اُنھیں بھی یافت کرنے کی کامیاب سعی کی ہے وہ اپنے مقالے میں لکھتے ہیں :

Shah Abdul latif Bhitai, being a tourist, musician and saint was deeply and mournfully affected by his environment, which is obviously depicted in his poetry and songs. We can clearly see that Shah Abdul Latif`s era was full of tragedy and pathetic mayhem.(9)

ڈاکٹر جاوید منظر کی طویل نظم "شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ.........سُروں کے آئینوں میں "نہ صرف سُروں کی پہچان کو نہایت خوبصورتی اور دل آویزی سے ہمارے سامنے لاتی ہے بلکہ شاہؒ صاحب کی عظیم تعلیمات کی لطافت ہماری سماعتوں میں رس گھولتی ہے، اور یہ انفرادی اور اجتماعی سوچ کو متحرک رکھنے کے لیے کافی ہے۔

حوالہ جات

1۔ ڈاکٹر جاوید منظر: جہانِ لطیف "خیر پور: شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ یونیورسٹی، 2015ء، ص 33-34

2۔ عنایت الٰہی ملک "موسیقی.......ہمارا ثقافتی ورثہ "مطبوعہ "فنون" اپریل 1973ء، ص 225

3۔ غلام علی الانا: "ڈاکٹر جاوید منظر کا جہانِ لطیف "مشمولہ "جہانِ لطیف "خیر پور: شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ یونیورسٹی، 2015ء، ص 18

4۔ ڈاکٹر جاوید منظر "جہانِ لطیف "خیر پور، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ یونیورسٹی، 2015ء، ص 114

5۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی: آئینہ خانۂ شاہ لطیفؒ کراچی: محکمہ ثقافت سندھ، 2010ء، ص 64

6۔ خالد ملک حیدر: اُردو موسیقی (سارگاما) لاہور: پلس کیمونیکیشن لاہور، 2004ء، ص 15

7۔ ڈاکٹر جاوید منظر: "جہانِ لطیف "خیر پور: شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ یونیورسٹی، 2015ء، ص 167-169

8۔ پروفیسر سحر انصاری "لطیف شناسی "مشمولہ "جہانِ لطیف "خیر پور، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ یونیورسٹی، 2015ء، ص 24

(9) Vaaee of Bhittai : by Prof. Dr. Zulfiqar Ali Qureshi, Culture and Tourism Department, Government of Sindh: Karachi, 2018 P:51-52